بسم اللہ الرحمن الرحیم
لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
داڑھی
www.KitaboSunnat.com
از حافظ عبد المنان نورپوری حفظہ اللہ تعالیٰ
ناشر
محمود مرزا جہلمی ناظم ابن عباس اکیڈمی جہلم
مکتبہ اصحاب الحدیث
حسن مارکیٹ مچھلی منڈی
اردو بازار لاہور 7321823

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... داڑھی کی شرعی حیثیت

درس .... حافظ عبدالمنان نور پوری

راقم .... محمد طیب محمدی

قیمت ....

کمپوزر .... محمد شاہد گرجاکھی

کمپوزنگ سنٹر .... محمدی کمپوزنگ سنٹر

گلی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث المعروف گلی ڈاکخانہ والی مین روڈ گرجاکھ گوجرانوالہ

ناشر .... ادارہ تحقیقات سلفیہ

گلی ماہنا گجرآبادی محبوب عالم نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

فہرست مضامین

داڑھی کی لغوی تشریح ۴
داڑھی رکھنا فرض ہے ۶
اللہ تعالی کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم فرض ہوتا ہے ۸
داڑھی کی فرضیت پر لکھی ہوئیں چند کتابیں ۱۶
داڑھی منڈوانے اور کٹوانے والوں کے دلائل اور ان کا رد ۱۷
صحابی کا قول اور صحابی کا اپنا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا ۱۹
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام ۲۰
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اور اس کا جواب ۲۳
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات بھی دلیل نہیں ۲۵
راوی کی روایت دلیل ہے راوی کا قول اور عمل دلیل نہیں ۲۶
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات کو ابن عمر بھی دلیل نہیں سمجھتے تھے ۲۷
انی شئتم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو کوئی بھی اہل علم تسلیم نہیں کرتا ۲۹
عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور عائشہ کا عمل ۳۰
عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور عائشہ کا فیصلہ ۳۱
امور عادیہ ہوں یا امور عبادیہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل لازی ہے ۳۲
خطرناک بات ۳۴
رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے ۳۵
رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں معنوی تحریف ۳۷
اسلام میں داڑھی ہے ۴۰

داڑھی نہ رکھنے کی قباحتیں ۴۳
پہلی قباحت اللہ اور رسول کی نافرمانی ۴۳
دوسری قباحت مشرکوں کی مشابہت ۴۳
تیسری قباحت عورتوں سے مشابہت ۴۴
بے وقوف کون؟ ۴۵
ایماندار ہی عقل مند ہیں ۴۷
چوتھی قباحت تغییر لخلق اللہ ۴۹
سکھوں نے بابے نانک کی جتنی قدر کی بعض مسلمانوں نے نبی ﷺ کی
اتنی قدر بھی نہیں کی ۵۰
کیا اللہ کے رسول ﷺ خوبصورت نہیں تھے؟ ۵۱
جمال الدین ساوی کا واقعہ اور اس کی اندھی تقلید ۵۱
میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کا واقعہ ۵۳
پانچویں قباحت یہ مثلہ ہے ۵۴
صوفیوں کی تاویلوں سے بچو ۵۴
زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ نیکی میں جلدی کرو ۵۵

﴿وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادی له وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

يٰايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقٰته ولا تموتن الا وأنتم مسلمون .يأيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذى تسآء لون به والأرحام ان الله كان عليكم رقيبا . يٰايها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سديدا.يصلح لكم أعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فازفوزا عظيما ....اما بعد :

موضوع ہے داڑھی

داڑھی کی لغوی تشریح:

عربی لغت میں داڑھی کے لئے لحیۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔"ل" کے کسرہ و زیر سے بعض اہل علم (زمخشری) نے "ل" کے فتحہ و زبر سے بھی نقل کیا ہے۔لیکن فصیح ترین لغت "ل" کے کسرہ و زیر سے ہی ہے۔حتی کہ القاموس المحیط والے نے زیر کے علاوہ "ل" پر کوئی دوسری حرکت نقل ہی نہیں کی۔

اللّحیۃ بالکسر انہوں نے بیان کیا ہے۔اس کی جمع اہل علم نے لِحٰی نقل کی ہے وقف کی صورت میں لحی اور وصل کی صورت میں لحیٰ پڑھا جائے گا۔

لغت دانوں نے اس کی ایک اور جمع بھی نقل کی ہے۔ لُحی ''ل'' کے پیش کے ساتھ۔ لُحی ہو یا لِحی بہر حال یہ لحیۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی عربی لغت والے فارسی لغت والے اردو لغت والے یہ کرتے ہیں:

شَعْرُ الْخَدَّيْنِ وَالذَّقْنِ

''رخسار اور ٹھوڑی پر جو بال اگتے ہیں''

ان کو لحیہ داڑھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس کی پکی ٹھوس اور محکم حقیقت ہے۔ جو اہل لغت نے بیان فرمائی ہے۔ کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے اجتہاد کر کے (لفظ اجتہاد تو نہیں بولنا چاہیے) بلکہ دماغ میں ایک بات پیدا کر کے اس کا پرچار شروع کر دیا ہے کہ لحیہ لفظ لَحیٌ سے بنا ہے۔ اور لَحیٌ کہتے ہیں جبڑے کو۔ دو جبڑے ہیں ایک نیچے والا اور ایک اوپر والا۔

جبڑے کے لئے دوسرا لفظ عربی زبان میں فک استعمال ہوتا ہے عربی محاورہ ہے

كل حيوان يحرك فكّهُ الأسفل عند المضغ الا التمساح

''حیوان کھاتے وقت چباتے وقت نیچے والا جبڑے کو حرکت دیتے ہیں۔ ماسوائے مگرمچھ کے''

یہ کھاتے وقت چباتے وقت اوپر والے جبڑے کو حرکت دیتا ہے۔

لحی کا معنی جبڑا ہے۔ اس سے یہ لفظ لحیہ بنا ہے۔ لہذا جبڑوں کے اوپر جو بال ہیں ان کو داڑھی کہا جاتا ہے۔

یہ بات بے بنیاد ہے۔ اور غلط ہے۔ کیونکہ واضع نے جو لفظ وضع کیا ہے۔ اور لغت دانوں نے اس کی جو تشریح کی ہے۔ اس کے خلاف ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لَحی کا لفظ جبڑے پر بولا جاتا ہے۔ لیکن لحیۃ کا لفظ الگ ہے۔

بسا اوقات لفظ ایک ہی ہوتا ہے۔زیر زبر سے اس کے معنی میں فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ ہر جگہ نہیں۔

اس کی مثال اس طرح سمجھ لو کہ ایک لفظ حَب ہے اور ایک لفظ حُب ہے۔ اور ایک حِب ہے۔ان میں زیر زبر کا فرق ہے۔ ہیں یہ تینوں ح د و ب ہی۔لیکن حُب کا معنی محبت ہے۔اور حَب کا معنی دانے ہے۔اب کوئی محبت اور دانوں میں مناسبت قائم کرنے لگ جائے اور یہ کہنا شروع کر دے کہ جی مادہ دونوں کا ایک ہی ہے۔تو یہ تکلف ہی ہوگا کیونکہ دانے تمام محبوب ہی تو نہیں ہوتے کئی دانے مبغوض بھی ہوتے ہیں۔انسان کی طبیعت ہی نہیں چاہتی ان کو کھانے پر ان پر بھی تو لفظ حَب کا بولا جاتا ہے۔

اس واسطے یہ خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔اس تکلف کا سبب کیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے۔کہ کچھ لوگوں کا ذہن ہے کہ اوپر سے بھی داڑھی منڈ وا سکتے ہیں۔اور رخسار صاف کروا سکتے ہیں۔اور نیچے سے بھی صاف کروا سکتے ہیں۔داڑھی صرف اتنی ہے۔جتنی جبڑے کی ہڈی ہے۔صرف اتنی لکیری داڑھی ہے۔

کئی داڑھی والے آپ نے اس طرح کے دیکھے بھی ہوں گے۔انہوں نے صرف ایک لکیری بنوائی ہوتی ہے۔اور کئی لوگوں نے اوپر سے کٹائی ہوتی ہے۔اور نیچے پوری ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ان کی یہ بات بنتی نہیں۔

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا۔لحیہ کا لفظ رخسار اور ٹھوڑی پر جو بال اگتے ہیں ان پر بولا جاتا ہے۔

داڑھی رکھنا فرض ہے:

رسول کریم ﷺ کا حکم ہے۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔آپ

ﷺ نے فرمایا:

قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحیٰ

''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ''

رسول اللہ ﷺ نے اعفوا اللحی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ أعفٰی یُعفی اعفاء

بہت سارے لغت دانوں نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ اور اکثر نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ داڑھی کو کثیر اور گھنی بناؤ۔ اور کئی لوگوں نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس کو لمبا کرو۔

دوسرا لفظ رسول اللہ ﷺ نے وَفِّرُوا کا استعمال فرمایا ہے۔ بعض روایات میں آپ ﷺ کے لفظ ہیں:

وَفِّرُوا اللِّحیٰ

''داڑھیوں کو وافر کرو''

وافر تبھی بنیں گی۔ جب وہ لمبی ہوں گی۔ زیادہ ہوں گی بڑھیں گی۔

تیسرا لفظ رسول اللہ ﷺ نے استعمال کیا ہے:

أَوْفُوا اللِّحیٰ

أوفٰی یُوفی ایفاء۔ وافی بنانا ''داڑھیوں کو وافی بناؤ''

وافی کا معنیٰ اعفوا اور وفروا کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ کثیر کرو، بڑھاؤ۔

چوتھا لفظ رسول اللہ ﷺ نے

أَرْخُوا اللِّحیٰ

استعمال کیا ہے

''داڑھیاں لٹکاؤ، لمبیاں کرو''

پردہ جب دروازے پر لٹکا دیا جاتا ہے اس وقت کہا جاتا ہے:

أَرْخَى السِّتْرَ، أَرْخَى السُّتُوْرَ

پانچواں لفظ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے:

وَأَرْجُوا اللِّحَى

أرجى يُرجى ارجاء کا معنی بھی ارخاء ایفاء، اعفاء اور توفیر سے ملتا جلتا ہے۔ تمام الفاظ کے معانی تقریباً قریب قریب ہی ہیں۔ جن کا مفہوم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے۔

أُتْرُكُوهَا عَلَى حَالِهَا

''کہ داڑھیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو''

جس طرح آتی ہیں اسی طرح ان کو بڑھنے دو۔ ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ نہ داڑھی کے بال کاٹنے ہیں نہ داڑھی کے بال مونڈنے اور منڈوانے ہیں۔ نہ اکھیڑنے ہیں اور نہ اکھڑوانے ہیں۔ اپنی حالت پر ان کو رہنے دو۔ رسول اللہ ﷺ نے جو پانچ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ہے کہ مونچھیں کٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ۔ ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم فرض ہوتا ہے:

رسول اللہ ﷺ جس چیز کا حکم دے دیں یا اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دے دیں وہ چیز فرض ہو جاتی ہے، واجب ہو جاتی ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہاں اگر کوئی دلیل یا قرینہ آجائے جس سے گنجائش نکل رہی ہو۔ پھر اس میں گنجائش ہوگی۔ وہ چیز فرض اور واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر کوئی دلیل ایسی

نہ ملے۔ پھر حکم خواہ اللہ تعالیٰ کا ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا ہے۔ وہ فرض ہی ہوگا۔

اس کی مثال اس طرح سمجھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾

”نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو“

یہ تینوں حکم ہیں۔ اور گنجائش ان میں کہیں نہیں آئی۔ کہ نماز قائم نہ کرو گے یا زکوۃ ادا نہیں کرو گے، رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع نہیں کرو گے۔ تو مجرم اور گناہ گار نہیں ہو گے۔ ایسی دلیل کوئی نہیں۔ لہذا یہ تینوں چیزیں فرض ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا۔ یہ تینوں چیزیں فرض ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم فرض ہوتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

”کہ کسی ایمان والے اور کسی ایمان والی کے لئے گنجائش ہی نہیں کوئی وجہ جواز ہی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کسی امر کا فیصلہ فرمادیں اور ان کے لئے کوئی اختیار رہو“

یعنی چاہیں تو تعمیل کریں چاہیں تو تعمیل نہ کریں۔ یہ اختیار مومنوں کے لئے ختم ہے۔ جب اللہ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے

مزید فرمایا:

﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ﴾

''جو اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے''

﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾

''وہ کھلی ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہو گیا''

غور فرماؤ کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم آجائے۔ اور اس میں نہ کرنے کی اگر گنجائش ہو تو پھر اس میں ضلالت اور گمراہی کیسے آئی؟ پھر اس کو گمراہی تو نہیں بننا چاہیے۔ جس کام کو کرنا گناہ نہیں۔ آدمی وہ کرے تو وہ گمراہ تو نہیں ہوتا۔ جبکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾

پتہ یہی چلا کہ اللہ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم فرض اور واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نہ کرنے کی گنجائش ختم کر دیتا ہے۔

دوسرے مقام میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

''جو اللہ تعالی یا اللہ کے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی عذاب آجائے۔ کسی فتنے کا شکار ہو جائیں۔ یا کوئی دردناک عذاب ہی ان پر مسلط ہو جائے''

پتہ چلا کہ اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا فتنے اور عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور جب خلاف ورزی میں فتنہ اور عذاب الیم آجائے۔ تو پھر گنجائش کیسے رہی؟ اگر گنجائش ہو تو پھر فتنہ تو نہیں آنا چاہیے۔

عذاب الیم تو مسلط نہیں ہونا چاہیے؟

(اس مطلوب کے دلائل قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں تو بہت زیادہ ہیں چند ایک ذکر کروں گا۔ ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا﴾

"جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کے لئے نار جہنم ہے"

اگر حکم کی خلاف ورزی کرنے کی گنجائش ہو تو پھر اللہ تعالیٰ نار جہنم کی وعید تو نہ سنائیں؟ ایک مقام میں فرمایا:

﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾

"جو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو آگ میں داخل کریں گے اور ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے"

غور فرماؤ: کیا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل نہ کرنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ نہیں۔ اگر گنجائش ہو تو پھر اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرمائے کہ وہ جہنم رسید ہوگا۔ اور یہ کیوں فرمائے کہ اس کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

غور فرماؤ: ایک جگہ میں اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمایا ہے:

﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾

"رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ"

اتباع کا حکم دیا ہے۔ اللہ کریم کے الفاظ پر غور فرماؤ۔ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ بنو۔ کیا سمجھے ہو؟ اگر رسول اللہ ﷺ کا اتباع نہیں کرے گا تو پھر وہ ہدایت یافتہ نہیں بنے گا۔ تو کیا بنے گا؟ گمراہ بنے گا۔ جیسا کہ دوسری آیت کریمہ

میں بھی فرمادیا ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾

ایک مقام میں اللہ تعالیٰ نے ان سے لوگوں سے ایمان کی ہی نفی فرمادی۔ جو نبی کریم ﷺ کے فیصلے پر ظاہر اور باطن سے خوش نہیں ہوتے۔ آپ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

''آپ کے رب کی قسم''

اللہ تعالیٰ اپنے رب ہونے کی قسم اٹھا کر فرمارہے ہیں۔ قسم کے بغیر بھی بات فرما دے تو حق ہی ہے۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾

ایک مقام میں فرمایا:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کی قسم اٹھائی کہ کسی قسم کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے۔ اور بات پکی ٹھوس اور محکم اور قول سدید بن جائے۔

پھر فرمایا:

''یہ لوگ ایمان والے بن ہی نہیں سکتے۔ جب تک رسول کریم ﷺ کا حکم تسلیم نہ کرلیں اپنے مابہ النزاع امور میں رسول کریم ﷺ کو حکم تسلیم کریں تو پھر ایمان والے ہیں۔ اور اگر حکم تسلیم نہ کریں تو پھر یہ ایمان والے ہی نہیں''

اگر یہ حکم تسلیم کریں بش اور ٹونی بلیئر، مارکس، انجلو لینن کو۔ تو پھر کیا یہ ایمان والے ہیں؟

حکم تسلیم کریں کثرت رائے کو نبی کریم ﷺ سرے سے حکم تسلیم ہی نہ کریں۔ ایمان والے کیسے رہیں گے؟ قومی اور اجتماعی حالت پر بھی غور فرما لو۔ کیا حالت بنی ہوئی ہے ہماری؟ امریکہ اور برطانیہ کو حکم تسلیم کر لینا گوارا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کو حکم تسلیم کرنا گوارا نہیں۔

ہماری حالت تو یہ بنی ہوئی ہے کہ مجھے داڑھی رکھنے کا نہ کہو کتوں اور بلیوں کی مانتے جائیں گے لیکن نبی کریم ﷺ کی پرواہ ہی کوئی نہیں۔ کیا یہ ایمان ہے؟ قرآن مجید کی آیت کریمہ پر غور فرماؤ۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ قرآن مجید کی آیت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب تک حکم اور فیصل تسلیم نہ کر لیں۔ تب تک یہ لوگ ایماندار نہیں۔ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے۔ نبی ﷺ کا بھی فیصلہ ہے۔ اور اسلامی کونسل کا بھی فیصلہ ہے کہ سود حرام ہے اس کو ملک سے ختم کرو۔ اس کے باوجود اس فیصلے کو بدلنے کی کوشش کرنا اور ججوں کو ڈرانا دھمکانا کیا یہ ایمان ہے؟

غور فرماؤ اور سوچو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ نبی ﷺ کو حکم تسلیم کریں تو ایمان دار ہیں لیکن اب کسی سے بات کرو تو وہ یہی کہتا ہے۔ میں مسلمان ہی ہوں۔ ملک میں اسلام ہی چل رہا ہے کفر کہاں ہے باتیں ایسی کریں گے۔ لیکن اصل صورتحال آپ جانتے ہی ہیں کہ یہ کتنے اور کیسے مسلمان ہیں؟۔ نبی ﷺ کو حکم تسلیم کر لیں پھر بھی ایماندار نہیں بنتے آگے مزید شرط ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ فیصلہ فرمائیں اور یہ دل و جان سے تسلیم کریں اور ظاہر میں بھی تسلیم کریں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ ظاہر باطن میں نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کر لیں۔ خوش ہو

جائیں پھر یہ ایمان والے ہیں۔

اور اگر یہ بادل ناخواستہ کہہ دیں کہ جی ہم نے مان لیا ہے۔ لیکن ماتھے پر ایک بل آ رہا ہے اور ایک بل جا رہا ہے۔ اور رنگ متغیر ہو رہا ہے۔ اور دل و دماغ کی کیفیت ہی دیگر گوں ہوگئی ہے۔ اور اندر سے گھبرا گیا ہے یہ بھی ایمان والا کوئی نہیں۔ کیونکہ یہ نبی ﷺ کے فیصلے پر خوش نہیں ہو رہا۔

ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم ہی نہیں کر رہے ایماندار کیسے بنیں گے؟۔ رسول اللہ ﷺ کے جتنے فیصلے ہیں جن میں آپ ﷺ نے گنجائش نہیں رہنے دی۔ سب پر یہ آیت لگتی ہے۔ ان کا تعلق معاملات سے ہے یا عبادات سے ہے یا کسی اور چیز سے۔ جس چیز سے بھی ہے۔ داڑھی والا حکم بھی اس میں داخل ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرا اور ایک انصاری کا پانی کے معاملے میں جھگڑا ہوگیا۔ میری زمین پہلے تھی اس کی زمین بعد میں تھی۔ اس کی زمین میرے بعد آتی تھی۔ میں پہلے زمین کو پانی پلا دیتا تھا۔ وہ اس سے ناراض ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس نے شکایت کی۔ آپ نے زبیر کو بلا لیا۔ بات چیت سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

زبیر پہلے اپنی کھیتی پر پانی پھیر کر اس کی طرف پانی کھول دیا کر۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے کو سن کر انصاری کہتا ہے:

اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ

”کہ زبیر آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے تھے“

یعنی آپ ﷺ کے فیصلے پر خوش نہ ہوا۔ اگر خوش ہوتا تو یہ بات نہ کرتا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلے میں انصاری کی رعایت رکھی ہوئی تھی۔ لیکن

اب رسول اللہ ﷺ نے انصاف کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا پورا حق دیا۔ پہلے آپ ﷺ صلح کی بات کرتے تھے۔ اب آپ نے انصاف کی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

زبیر کھیتی کو خوب سیر ہو کر منڈیروں تک پانی پلا۔ پھر آگے پانی چھوڑ۔ کیونکہ زبیر کی زمین پہلے آتی تھی۔ اس لئے اس نے پانی پہلے ہی پلانا تھا۔ زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے اس موقعہ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

انصاری صحابی کی آنکھیں کھل گئیں۔ کہ مجھے یہ بات نہیں کہنا چاہیے تھی۔ جب تک انسان نبی کریم ﷺ کے فیصلے پر ظاہر باطن سے خوش نہ ہو جائے۔ تب تک ایمان والا بنتا ہی نہیں۔ اب آگے آپ خود ہی اندازہ لگا لیں۔ ہم کس حالت میں جا رہے ہیں۔ ہمارا اسلام ہمارا قرآن ہماری حدیث ہم سے کس چیز کا تقاضا کرتے ہیں؟

میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ حکم اللہ تعالی کا ہو یا حکم رسول اللہ ﷺ کا ہو۔ کتاب وسنت میں اس کی گنجائش نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ فرض ہے واجب ہے اس پر عمل نہ کرنا حرام ہے نافرمانی ہے ترک فرض ہے گناہ ہے۔

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ جو مسئلہ اس وقت زیر بحث ہے۔ (داڑھی) اس کا حکم تو رسول اللہ ﷺ نے دے دیا ہے۔ کہ اس کو بڑھاؤ:

أعفوا اللِحىٰ

اور گنجائش اس میں کہیں آئی ہی نہیں۔

داڑھی کی فرضیت پر لکھی ہوئیں چند کتابیں:

بہت سارے اہل علم نے یہ لکھا ہے کہ داڑھی کے حکم میں کہیں بھی گنجائش نہیں۔ جس میں امام نووی رحمہ اللہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ (یہ بھی بہت پائے کے محدث اور عالم تھے) محمد بن عبدالوھاب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب التوحید ہے۔اور جس کے ہاتھ سے تمام سعودی عرب کی اصلاح اللہ تعالی نے کی ہے، علامہ سندھی ان کے شیخ اور استاذ تھے۔انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔جس کا نام ہے''اعفاء اللحی''بہت ہی بہترین رسالہ ہے۔جس کو مل جائے وہ ضرور اس کا مطالعہ کرے۔

اس رسالہ کا حاشیہ ہمارے شیخ اور استاذ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔اس کا نام''ایفاء اللھی''ہے اصل کتاب کا نام''اعفاء اللحی''ہے یہ بھی بہترین اور معلوماتی فوائد پر مشتمل ہے۔کسی کو ملے تو وہ اس کا بھی مطالعہ کرے۔یہ دونوں عربی زبان میں ہیں۔

شیخ بدیع الدین راشدی صاحب رحمہ اللہ کی داڑھی کے موضوع پر اردو زبان میں بھی ایک کتاب ہے۔بڑی بہترین کتاب ہے۔سیالکوٹ سالانہ کانفرنس میں شیخ راشدی صاحب کا خطاب تھا۔بڑا پر مغز اور جامع خطاب تھا۔دوستوں نے اس کو رسالے اور کتاب کی شکل میں شائع کر دیا ہے۔قابل دید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

بہر حال یہ علماء کرام اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرینہ اور دلیل ایسی کوئی نہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو۔کہ آدمی داڑھی نہ بھی رکھے، منڈا لے یا کٹوا لے تو خیر ہے۔وہ مجرم اور گناہگار نہیں بنے گا۔ایسی کوئی دلیل نہیں۔

کٹوائے گا یا منڈوائے گا تو تارک فرض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کا نافرمان ہوگا، مجرم ہوگا، گناہگار ہوگا۔ کیونکہ فرض کو اس نے ترک کردیا ہے اب مجرم ہے اور گناہگار ہے۔

داڑھی منڈوانے اور کٹوانے والوں کے دلائل اور ان کا رد:

داڑھی کٹوانے پر یا منڈوانے پر کوئی دلیل نہیں لیکن کچھ لوگوں نے دلیلیں بنانے کی کوشش کی ہے۔ ایک دلیل انہوں نے یہ بنائی ہے کہ ترمذی شریف میں روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا

”رسول اللہ داڑھی مبارک کو لمبائی اور چوڑائی سے لیتے تھے، کترتے تھے“

یہ روایت پیش کی جاتی ہے لیکن جہاں یہ روایت آتی ہے وہاں روایت کے متعلق فیصلہ بھی موجود ہے۔ اہل علم بالحدیث محدثین کا فیصلہ موجود ہے۔ روایت پیش کرنے والے وہ فیصلہ نہ سنائیں۔ اور روایت سنا جائیں کیا یہ انصاف ہے؟ یا کیا یہ دین کی خدمت ہے؟

ذرا غور فرماؤ: یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کسی اور شیء کی خدمت ہے۔ لیکن دین کی خدمت نہیں۔ اور نہ علم کی خدمت ہے۔ ترمذی شریف میں ہی لکھا ہے۔ امام ترمذی اپنے شیخ اور استاذ رئیس المحدثین سید الفقہاء، امیر المؤمنین فی الحدیث کا فیصلہ نقل فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ

”فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا“

وہ فرماتے تھے کہ عمر بن ہارون جو اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے، جو مقارب الحدیث ہے۔ اس کی روایات سے اس روایت کے علاوہ کوئی بے اصل یا تفرد

والی روایت میں نہیں پہچانتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے منکر کے لفظ نقل فرمائے ہیں۔

اب منکر و بے اصل روایت کو آدمی پیش کرے اور یہ سمجھے کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور مجھے ثواب اور اجر ملے گا۔ یہ زبانی کلامی جمع خرچ ہے اور فقط خوش فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جب پیش ہوں گے پھر سمجھ آ جائے گی۔ پتہ چل جائے گا کیا ہم کرتے رہے ہیں۔

لہٰذا یہ روایت منکر و بے اصل ہے۔ عمر بن ہارون کے متعلق اہل علم فرماتے ہیں یہ راوی متروک ہے۔ متروک راوی کی حدیث انتہائی ضعیف اور کمزور ہوتی ہے۔ وہ پیش ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن دیکھو لو پیش کرنے والے پیش کرتے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ

بہرحال یہ روایت دلیل نہیں بنتی۔ کچھ لوگوں نے داڑھی کے کٹانے پر ایک اور دلیل بنانے کی کوشش کی۔ کہ یہ جائز ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُعْفِيْ السِّبَالَ اِلَّا فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ

"کہ ہم سبال کو بڑھاتے تھے حج اور عمرہ کے علاوہ"

(سبال کے کئی معانی ہیں۔ لیکن دلیل بنانے والوں نے اس کا معنی داڑھیاں کر لیا ہے) حالانکہ سبال کا معنی مونچھیں بھی آ جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے دلیل بنانا ہے۔ وہ اس کا ترجمہ داڑھی کریں تو دلیل بنے گی۔

اگر مونچھیں ترجمہ کریں پھر تو دلیل بنتی نہیں۔ مونچھوں کے متعلق تو ویسے ہی رسول اللہ کا حکم ہے کہ ان کو کٹاؤ۔

یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ روایت داڑھی کو کٹانے اور منڈوانے کی دلیل بنتی نہیں۔ دلیل نہ بننے کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ:

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے نیچے راوی ابوزبیر مسلم بن تدرس ہے اسمائے رجال کی کوئی کتاب یا اہل تدلیس پر جو کتابیں لکھیں گئیں ہیں۔ وہ دیکھ لو۔ ان میں اس کا نام آجائے گا۔ کہ ابوزبیر مدلس راوی ہے۔

مدلس راوی تدلیس کرنے والا اس کے متعلق اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ وہ سماع کی تصریح کر دے۔ تو پھر اس کی روایت حجت ہے اور صحیح ہے۔ اور اگر سماع کی تصریح نہ کرے۔ اور عن کا لفظ بولے یا قال کا لفظ بولے۔ پھر اس کی روایت حجت اور دلیل نہیں بنتی۔ وہ کمزور روایتوں کے زمرے میں چلی جاتی ہے۔

اس مقام میں بھی ابوزبیر عن سے بیان کر رہا ہے۔ سماع کی تصریح نہیں کر رہا۔ اصول اور ضابطے کے مطابق یہ روایت صحیح نہیں اور نہ حسن۔ پھر دلیل کیسے بنی۔ یہ روایت ہی کمزور ہے۔ اس واسطے یہ دلیل اور قرینہ نہیں بنتی۔

صحابی رضی اللہ عنہ کا قول اور صحابی کا اپنا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا:

دوسری وجہ اس کے دلیل اور قرینہ نہ بننے کی یہ ہے کہ موقوف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نہ فرمان ہے نہ عمل نہ ہی تقریر اور تصویب ہے۔ مرفوع ہے ہی نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول موقوف ہوتا ہے۔ یہ دین میں حجت نہیں بنتا۔ صحابی کا قول اور صحابی کا اپنا عمل دلیل نہیں بنتا۔ صحابی رضی اللہ عنہ اگر نبی کریم ﷺ کا قول وعمل اور نبی ﷺ کی تصویب تقریر بیان کریں۔ تو وہ دلیل ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل اور قول دلیل نہیں۔

جب یہ دلیل نہیں تو پھر اس سے گنجائش کیسے ملی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلًا مَا تَذَکَّرُوْنَ﴾

”فرمایا جو کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کا اتباع کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کا اتباع نہ کرو۔ تم بہت ہی تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو“

نصیحت حاصل کرو ﴿ما انزل الیکم من ربکم﴾ حجت ہے۔ دلیل ہے قرآن مجید ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور حدیث ہو یہ دلیل ہیں۔ موقوفات اور بزرگوں کے اقوال یہ دین میں دلیل نہیں بنتے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام:

صحابی رضی اللہ عنہ کا مقام سمجھنے میں بھی لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین معصوم نہیں۔ معصوم عن الخطا نہیں۔ جب معصوم عن الخطا نہیں تو پھر دلیل کیسے بنے؟ بات سمجھ رہے ہو؟ ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا مقام ہے؟

ان کا مقام یہ ہے کہ ان کی خطائیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں۔ یہ مقام ہے صحابہ کا۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ﴾

آپ کو یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر ان کی خطائیں ہیں ہی نہیں تو پھر معاف کیا کیا ہے؟ غور فرماؤ: صحابہ کا یہ مقام نہیں کہ ان کی کوئی خطا ہے ہی نہیں۔ ان سے خطا سرزد ہوتی ہی نہیں۔ بلکہ ان کا مقام یہ ہے کہ ان کی خطائیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہے۔

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ﴾

جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا. وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا﴾

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح مبین عطا کردی ہے۔(حدیبیہ کے مقام میں جو صلح ہوئی اس کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا ہے)فرمایا یہ فتح مبین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پہلی اور بعد والی خطائیں اور لغزشیں معاف کردے۔اور آپ ﷺ کو صراط مستقیم پر چلادے اور آپ ﷺ کی زبردست مدد کرے''

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ تین انعامات عطا کردیئے۔صحابہ کرام نے فرمایا یہ تو آپ ﷺ کے لئے ہیں۔ہمیں کیا ملا؟ اللہ تعالیٰ نے مزید آیتیں نازل فرمادیں:

﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

''فرمایا یہ فتح مبین اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والے اور ایمان والیوں کو جنت میں داخل فرمادے۔جن کے نیچے دریا بہہ رہے ہیں۔اور وہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے اور ان کی خطائیں اللہ تعالیٰ مٹادے''

پتہ چلا کہ صحابہ کرام کی سیئات اور خطائیں ہیں۔ورنہ ﴿ویکفر عنھم سیئاتھم﴾ والی بات بنتی نہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی بات واقع کے خلاف ہوتی ہی نہیں۔خواہ وہ پچھلی بات کی خبر ہو یا آئندہ بات کی خبر ہو۔یا موجودہ کی خبر ہو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کہ وہ بات نفس الامر اور واقع کے خلاف ہو۔اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا ہے

اور سچ فرمایا ہے۔

﴿وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ﴾

سیئات اور خطائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام ہے۔

آپ سنتے ہی رہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اور کسی کو کوڑے لگا دیئے۔ اور کسی کو سنگسار بھی کر دیا۔ اور کسی کو چالیس کوڑے لگا دیئے۔ کیا یہ نیکی کر کے آئے تھے؟ اس لئے آپ ﷺ ان کو یہ سزائیں دیتے تھے۔ غور فرماؤ۔ کوئی غلطی اور خطا ہوتی تھی تو یہ سزا ملتی تھی۔ میں اور آپ تو وہاں موجود ہی نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالی نے یہ خطائیں ان کی معاف کر دیں۔ حد لگ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطَهُورٌ

اسلامی حد اور تعزیر جو خود آ جائے یا جس پر ثابت ہو جائے اس پر لگا دی جائے۔ وہ اس کے لئے گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور اس کو گناہ سے پاک اور صاف کر دیتی ہے۔ پھر غلطیاں تو ہوئی نا؟ بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے معاف کر دی ہیں۔

اب کوئی یہ کہہ دے کہ موضوع تو داڑھی تھا۔ لیکن صحابہ کرام کی گستاخی ہوتی رہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ سوچو کیا یہ گستاخی ہے؟ یہ تو قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور ان کا احترام ہے۔ ہاں ان کو معصومیت کا درجہ دینا یہ ان کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جو ان میں ہے نہیں۔ جو مقام ان کا ہے۔ اس مقام کا اعتراف کرنا یہ تو ان کی تعظیم ہے، ان کا احترام ہے، ان کا ادب ہے۔ بدری صحابہ کرام کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

”اے بدریو: جو چاہو عمل کرلو۔ کیا یہ کم مقام ہے؟ اس لئے کہ میں نے آپ کو بخش دیا ہے“

خطائیں بھی معاف ہو گئیں، بخشی گئیں۔ اور آئندہ فوت ہونے تک جو آپ نے کرنا ہیں وہ بھی معاف۔ ”**قد غفرت لکم**“ یہ ہے صحابہ کرام کا مقام۔ کہ ان کی خطائیں اور لغزشیں اللہ تعالیٰ نے معاف کردی ہیں۔

صحابی کی بات یا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا:

دلیل قرآن مجید کی آیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنت ہے۔ اگر وہ ہو تو پیش کرو۔ جو اس حکم میں گنجائش نکالے۔ لیکن گنجائش والی آیت اور حدیث کوئی نہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اور اس کا جواب:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے۔ اس کا حل بھی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے حل میں پیش ہو گیا ہے وہ بھی موقوف ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے دین میں وہ دلیل نہیں بنتا۔ صحابی چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ یا بڑے سے بڑا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے اس کی خطائیں اور لغزشیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیں ہیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن ان کی بات اور عمل دین میں دلیل نہیں بنے گا۔ آپ غور کریں اصل کی کتابوں میں شرعی دلائل چار بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ کتاب اللہ تعالیٰ

۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ

۳۔ قیاس صحیح

۴۔ اجماع مجتہدین امت

اِنَّ اُصُوْلَ الشَّرْعِ اَرْبَعَةٌ

''شریعت کے اصول اور دلائل چار ہیں''

جو آپ نے سماعت فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام کا قول اور عمل ان چار میں ذکر نہیں ہوا۔ اگر دلیل تھا تو پھر انہوں نے کیوں چھوڑا ہے۔

پتہ چلا کہ یہ دلیل ہے ہی نہیں۔ اگر دلیل ہوتا تو شمار کرتے۔ قیاس اور اجماع علماء امت کو شمار کرلیا ہے۔ لیکن صحابی کے قول وعمل کو شمار نہیں کیا۔ دلیل نہیں تھا تو اس لئے انہوں نے شمار نہیں کیا۔ علماء نے شریعت کے دلائل میں خلفاء راشدین کے قول وعمل کو بھی شمار نہیں کیا۔ جن کے متعلق حکم بھی تھا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

شریعت میں دلیل رب تعالیٰ کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے وہ ہے۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾

خلفائے راشدین کو دلیل نہیں بنایا۔ دوسرے صحابی دلیل کیسے بن سکتے ہیں؟

ایک روایت پیش کی جاتی ہے:

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی اقتداء کرلو گے ہدایت پا جاؤ گے''

یہ روایت رسول اللہ ﷺ تک پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ اس میں کذاب راوی موجود ہیں۔ اس روایت کو موضوع سمجھو۔ اگر موضوع نہیں تو ضعیف ترین ضرور ہے۔

پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی روایت بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا تھا:

أَجْتَهِدُ بِرَأيِي

''میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا''

یہ بھی پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ محدث زمان فقیہ دوراں شیخ البانیؒ سلسلہ ضعیفہ میں لکھتے ہیں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی یہ روایت باطل ہے۔ جب باطل ہے تو پھر کس طرح وہ قابل اعتماد ہے؟ لہذا یہ موقوفات جتنے مرضی کوئی پیش کرے۔ جی فلاں کا عمل ہے فلاں کا فتوی ہے۔ یہ دلائل اور قرینہ نہیں بن سکتے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات بھی دلیل نہیں:

دور نہ جاؤ۔ عبداللہ بن عمر تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے والد گرامی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کا مقام تو عبداللہ نے اپنے بیٹے سے اونچا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خاص مقام ہے۔ کیا یہ مقام کم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مقام میں فرماتے ہیں:

''واہ بہت خوب اے ابن خطاب جس راستے اور گلی میں آپ جا رہے ہوں۔ شیطان وہ راستہ اور گلی چھوڑ دیتا ہے''

کتنا مقام ہے؟ خلفائے راشدین میں شامل بھی ہیں۔ اور حکم بھی ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں ''حج کرتے وقت ساتھ عمرہ نہ کیا کرو اکٹھا حج اور عمرہ نہ کرو۔ حج کے دنوں میں صرف حج کرو۔ اور عمرہ آگے پیچھے کیا کرو''

تو کیا یہ بات دلیل بنتی ہے؟ یہ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مقام میں بلند

ہیں۔کیا ان کی یہ بات دلیل بنتی ہے؟ دیکھ لو جو بھی حاجی جاتا ہے وہ حج کے ساتھ عمرہ کر کے آتا ہے حالانکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منع کر رہے ہیں ساتھ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی منع کر رہے ہیں۔وہ بھی حج کے دنوں میں عمرہ کرنے سے منع کرتے تھے۔تو کیا پھر یہ دلیل بن گئی ہے؟ نہیں دلیل بنی۔

راوی کی روایت دلیل ہے راوی کا قول اور عمل دلیل نہیں:

پھر یہ بات بھی پیش کی جاتی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مرفوع روایت کے راوی بھی ہیں۔جس میں ہے کہ داڑھیاں بڑھاؤ اور ادھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تو راوی ہیں۔کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے حج کے ساتھ عمرہ کرو۔صحیح بخاری میں ہے۔خود فرماتے ہیں۔حج کے ساتھ عمرہ کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔اور عمر بن خطاب نے نبی ﷺ کی معیت میں حج اور عمرہ اکٹھے کئے بھی ہیں۔عینی شاہد بھی ہیں اور راوی بھی ہیں۔تو کیا پھر ان کی بات درست ہے؟ کیا ان کی بات حجت اور دلیل ہے؟ جبکہ ساتھ خلفائے راشدین میں داخل بھی ہیں۔اور حکم ہے سنت خلفائے راشدین کی اتباع کا۔اب قرینہ اور دلیل بنانے والے کہاں گئے ہیں۔یہاں دلیل بنائیں نا۔جبکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ اکٹھے کرنے والی روایت کے راوی بھی ہیں۔بالکل بعینہ عبد اللہ بن عمر والی صورت ہے۔کہ روایت کے راوی بھی ہیں اور عمل بھی اپنا ہے۔لیکن اس کے باوجود ابن خطاب کا قول دلیل نہیں۔

اس پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات سے رجوع کر لیا تھا۔رجوع والی بات کا تو اللہ تعالی کو ہی علم ہے۔چند منٹ کے لئے اگر تسلیم بھی کر لیا جائے۔تو جتنی دیر تک انہوں نے رجوع نہیں کیا تھا(سال یا آدھا سال

یا آدھا مہینہ، ایک دن ہی سمجھ لو) کیا اتنی دیر تک دلیل تھا؟ دلیل تو اتنی دیر تک بھی نہیں تھا۔ اور اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی دلیل نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے صحابی بھی دلیل نہیں سمجھتے تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات کو ابن عمر بھی دلیل نہیں سمجھتے تھے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بات جامع ترمذی میں موجود ہے۔ کسی نے ان سے پوچھا۔ کیا حج کے دنوں میں ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں کر سکتے ہیں۔ اور دلیل پیش کی:

تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ

''رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں ایک سفر میں اکٹھے کئے ہیں۔ اور ہم بھی اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے۔ اور حج عمرہ اکٹھے کئے ہیں''

اس آدمی نے سوال کیا۔ آپ کے والد محترم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے ہیں (ابھی انہوں رجوع نہیں کیا تھا۔ اگر رجوع کر لیا ہوتا پھر تو اس کی بات نہیں بنتی تھی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں۔

أَأَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''میرے باپ کے حکم کا اتباع کیا جائے گا یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کا اتباع کیا جائے گا؟''

ظاہر بات ہے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا اتباع کیا جائے گا۔

اور اب وہ والی بات کہ راوی اپنی روایت کو خوب سمجھتا ہے۔ وہ بات یہاں بھی تو تھی نا؟ عمر بن خطاب راوی بھی ہیں اور روایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ اور پھر منع بھی کر رہے ہیں۔ اور ان ہی کے صاحبزادے فرما رہے ہیں۔ کہ حکم میرے باپ کا نہیں چلے

گا۔رسول اللہ ﷺ کا حکم چلے گا۔اس لئے یہ سب حیلے بہانے ہیں۔دلیلیں نہیں۔
لہذا یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والا عمل بھی دلیل نہیں بنتا۔

دوسری مثال عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اور عمر کا فیصلہ:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔تین طلاقوں میں لوگوں کو اختیار ہوتا تھا یعنی تین طلاقیں ایک ہوتی تھی۔نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سال۔عمر بن خطاب اس بات کے راوی ہیں۔فرمارہے ہیں:

"لوگوں کے لئے گنجائش تھی۔اور پھر اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال اس پر عمل بھی کرتے رہے ہیں۔کیا اس سے مضبوط کوئی راوی ہو سکتا ہے؟ کہ اپنی روایت پر عمل کرتا بھی ہے اور کروا بھی رہا ہے دو سال تک۔پھر بعد میں فرمایا:

"کیا تینوں ہی نہ ان پر نافذ کر دیں۔کہ یہ جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔لہذا ہم تینوں ہی ان پر نافذ کر دیتے ہیں"

اور پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نافذ کر دیں۔کیا یہ بات ان کی دلیل ہے؟ جبکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحابی بھی ہیں۔خلفائے راشدین میں سے بھی ہیں۔پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے والد محترم بھی ہیں۔کیا دلیل بنتے ہیں؟

جس مرضی اہلحدیث سے جا کر مسئلہ پوچھو۔کہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں یک مشت دی ہوئی ہوں،تینوں ہو جاتی ہیں؟ تو تمام علما یہی کہتے ہیں نہیں۔ایک ہی ہوگی۔جبکہ ہمارے دوسرے بھائی ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس قول سے فائدے اٹھاتے ہوئے تینوں کے نافذ ہونے کا فتوی ہی دیتے ہیں۔پھر کیوں نہیں تسلیم کرتے ؟ جبکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس روایت کے راوی بھی ہیں۔سوچو اور غور کرو۔آخر انصاف بھی کچھ چیز ہے۔

أَنّٰى شِئْتُمْ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو کوئی بھی اہل علم تسلیم نہیں کرتا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہاں عمل داڑھی کو مٹھی سے کٹوانے کا ہے۔ زبان سے بول کر تو انہوں نے نہیں فرمایا کہ میں حدیث کا معنی یہ لے رہا ہوں۔ ہمارا احسن ظن ہے صرف۔ کہ انہوں نے حدیث کا مفہوم یہ سمجھا ہے۔ ہم ان کے عمل سے ہی کشید کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مٹھی سے کٹوانے کا مفہوم سمجھا ہے۔ جبکہ اس آیت کی تفسیر

﴿نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾

وہ بول کر بیان کرتے ہیں۔ زبان سے تفسیر کرتے ہیں "یاتی فی ......

(خاص تفسیر)

اہل علم سے کوئی بھی اس تفسیر کو تسلیم نہیں کرتا۔ جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس آیت کے راوی بھی ہیں اور تفسیر بول کر زبان سے کر رہے ہیں۔ اہل علم پھر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اب وہ بات کہاں گئی؟ کہ صحابی کا عمل اور قول دلیل ہوتا ہے۔ یہاں بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو داڑھی کو مٹھی سے کٹوا رہے ہیں۔ ادھر ان کی بات کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

یہاں یہ بات کہی جاتی ہے۔ کہ ابن عمر نے ﴿انی شئتم﴾ کی تفسیر سے رجوع کر لیا تھا۔ ٹھیک ہے انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔ تو جب تک انہوں نے رجوع نہیں کیا تھا۔ کیا اتنی دیر تک دلیل تھا؟ سوچو اور غور کرو۔

لہذا صحابی کا قول اور عمل دلیل نہیں بنتا۔ محدثین نے اصول بنا دیا ہے۔ علوم الحدیث لابن صلاح میں، الباعث الحثیث، تدریب الراوی، الارشاد، تقریب النواوی، ارشاد الفحول اور ان کے علاوہ بھی اصول حدیث اور اصول فقہ کی کتابوں میں یہ ضابطہ اور قانون لکھا ہے۔ کہ راوی جو روایت بیان کرتا ہے اس کا قول عمل اور

اس کی رائے اس کے خلاف ہے یا اس کے موافق ہے۔ وہ دلیل نہیں بنے گی۔ اس کے قول اور عمل کو لے کر یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ روایت منسوخ ہوگئی ہے یا اس میں تاویل کی جائے گی۔ بلکہ وہاں روایت کو ہی قبول کیا جائے گا۔

راوی کا قول، عمل اور رائے نہیں چلے گی۔ خواہ موافق ہے یا مخالف ہے۔ راوی کی روایت چلے گی بشرطیکہ پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے۔ بالخصوص اہلحدیث عام طور پر ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو راوی کی روایت پر اس کا عمل یا قول مقدم کریں۔ یہاں پتہ نہیں ان کو کیا ہوگیا ہے؟ کوئی سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہر حال میں تو یہی عرض کروں گا کہ عدل وانصاف سے کام لو۔ جو اصل دلائل ہیں کتاب وسنت کے ان کا انکار نہ کرو۔

تیسری مثال عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور عائشہ کا عمل:

اس کی ایک اور مثال بھی سماعت فرمالو۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے حضر کی نماز دو دو رکعتیں تھیں۔ سفر کی دو دو رکعتیں مقرر کر دی گئیں۔ اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔ یہاں سے پتہ چلا کہ سفر کی نماز دو دو رکعتیں ہیں ماسوائے مغرب کی نماز کے۔ وہ تین رکعتیں ہیں۔

یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل یہ تھا کہ وہ سفر میں چار رکعتیں پڑھتی تھیں۔ اب راوی کی روایت لی جائے گی یا راوی کا عمل لیا جائے گا؟ روایت ہی لی جائے گی۔

خاص طور پر وہ لوگ جن کا نظریہ ہے کہ اگر مسافر دو کی بجائے چار پڑھے تو مجرم اور گناہگار ہوگا۔ وہ راوی کی روایت کو لیتے ہیں یا راوی کے عمل کو؟ غور فرماؤ۔ ام المؤمنین اس حدیث کی راویہ ہیں۔ اور عمل ان کا اس کے برعکس ہے۔ اب کونسی چیز

معتبر اور مستند ہے؟ روایت اور حدیث معتبر ہے۔

چوتھی مثال عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور عائشہ کا فیصلہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرما رہی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا الرَّضَاعَۃُ مِنَ الْمَجَاعَۃِ

"رضاعی رشتہ اس وقت قائم ہوتا ہے جب بچہ بھوک کی وجہ سے کسی عورت کا دودھ پیئے"

یعنی دودھ سے اس کی بھوک دور ہو کھانا ابھی اس نے شروع نہیں کیا۔ جب کھانا شروع کر دے پھر کھانے سے بھوک دور ہو جاتی ہے۔ دودھ پھر قوت کے لئے پلایا جاتا ہے۔ کہ بچے کی صحت اچھی ہو جائے گی۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بچہ بچپن میں دودھ پیئے گا تو رضاعی رشتہ ثابت ہوگا۔ اگر بڑا ہو کر پیے گا تو رضاعی رشتہ ثابت نہیں ہوگا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول تھا کہ بڑا بھی ہو جائے۔ داڑھی مونچھ والا ہو جائے۔ وہ اگر کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس کا رضاعی بیٹا بن جائے گا۔ کیا اب ان کی روایت لیں گے یا ان کا قول لیں گے؟

غور فرماؤ عائشہ رضی اللہ عنہا راویہ بھی ہیں اور اپنی ہدایت کو خوب سمجھتی بھی ہیں۔ اب پھر کیا خیال ہے؟ ان کا قول ان کی روایت پر مقدم کرو۔ کیوں نہیں کرتے؟ اسی لئے کہ اصول یہ ہے کہ روایت اور حدیث حجت بنے گی۔ راوی کا قول، عمل اور رائے روایت کے مخالف ہو یا موافق ہو وہ دلیل اور حجت نہیں بنے گی۔ لیکن یہاں اصول اور ضابطہ بھی پس پشت پھینک دیا جاتا ہے۔ کیا کیا جائے

تو گزارش میں یہ کر رہا تھا کہ داڑھی کے حکم میں گنجائش کے جتنے بھی دلائل پیش،

کیے جاتے ہیں۔ان میں کوئی ایک بھی دلیل نہیں بنتا۔رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے

"داڑھیاں بڑھاؤ، ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو"

نہ خط اور نہ لفافہ اور نہ کٹانا اور نہ منڈوانا کوئی چیز بھی شریعت میں ثابت نہیں۔یہ جرم اور گناہ ہے حرام ہے، معصیت اور فرض کا ترک ہے۔

امور عادیہ ہوں یا عبادیہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل لازمی ہے:

پھر ایک بات یہ بتائی جاتی ہے کہ داڑھی رکھنا عادی عمل ہے عبادی نہیں۔ دل چاہے تو داڑھی رکھ لو نہ چاہے تو نہ رکھو۔نعوذ باللہ من ذلک توقع نہیں تھی کہ اہل علم سے ایسی باتیں سرزد ہوں۔جو کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ہی خلاف ہیں۔

سن لو داڑھیاں رکھنا عادی امر نہیں ہے عبادی امر ہے۔عادی کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہی اس کا رواج چلا آرہا تھا۔اس واسطے لوگ رکھتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ رکھ لو۔اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔یہ بات غلط ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے حکم کا ذکر کیا ہے۔اپنے حکم کا بھی ذکر کیا ہے۔اور فرمایا ہے کہ اطاعت کرو۔اطاعت کا حکم دیا ہے۔اور جو اطاعت نہ کریں۔ان کے متعلق فرمایا ہے وہ گمراہ ہیں۔ہدایت یافتہ نہیں ایمان والے نہیں جہنمی اور دوزخی ہیں۔

اگر یہ عادی مسئلہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ عادیوں کو اس سے مستثنیٰ کرتے۔کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عبادی امور میں ہے عادی امور میں نہیں۔لیکن ایسی کوئی آیت اور حدیث نہیں ہے۔

اب آپ عرب کے معاشرے میں نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ عادی والی بات ہی کوئی نہیں۔ بلکہ عادی والی بات بے بنیادی والی بات ہے۔ کیونکہ کئی لوگ کٹواتے، کئی لوگ منڈواتے تھے، کئی کترواتے تھے۔ اگر عادی ہوتی پھر ایک بھی داڑھی نہ منڈواتا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے:

أَعْفُوْا اللّحیٰ وَخَالِفُوْا الْمُشْرِکِیْنَ

''مونچھوں کو کٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور مشرکین کی مخالفت کرو''

پتہ چلا کہ مشرک اس کے الٹ کام کرتے تھے۔

کہتے ہیں جمال الدین ساوی سے بات چلی ہے۔ اور کئی کہتے ہیں فرقہ قلندریہ سے یہ بات چلی ہے۔ یہ سب باتیں خواہ مخواہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں کٹانے اور منڈوانے والے موجود تھے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں الفاظ ہیں:

''مونچھیں کٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور مشرکین اور مجوس کی مخالفت کرو''

پتہ چلا کہ مجوسیوں میں بھی داڑھیاں کٹانے والے مونچھیں بڑھانے والے تھے یہ گروہ بعد میں نہیں۔ بلکہ اسی وقت سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔

کئی لوگ یہ بات انگریز کے ذمے لگاتے ہیں۔ کہ اس نے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اور کئی ہندوؤں کے ذمے لگا دیتے ہیں۔ کہ ان میں یہ رواج تھا۔ جہاں بھی تھا ہے یہ غلط۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی، فرض کا ترک کرنا ہے، جرم ہے، گناہ ہے، حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی بڑھانے کا حکم دے دیا۔ اس لئے عادی اور غیر عادی والی بات خواہ مخواہ ہے۔

امور عادیہ ہوں یا امور عبادیہ ہوں۔ اللہ کا حکم ہو، رسول اللہ ﷺ کا حکم ہو۔ اس کی تعمیل لازمی ہے۔ ہاں خود اگر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ گنجائش دے دیں۔ تو پھر مسئلہ دوسرا ہے۔

خطرناک بات:

کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ بنایا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے، فرض نہیں۔ عام لوگوں کا یہ ذہن ہے۔ اس کو سنت سمجھتے ہیں۔ یہ نظریہ بھی غلط ہے۔ داڑھی رکھنا بڑھانا سنت نہیں بلکہ فرض ہے، واجب ہے۔ اور داڑھی کٹانا فرض اور واجب کی خلاف ورزی ہے۔ نافرمانی ہے حرام ہے اور گناہ ہے۔ بات یہ بناتے ہیں کہ اگر قرآن میں آجائے تو وہ فرض ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کا حکم ہو تو وہ فرض نہیں۔ یہ تقسیم انہوں نے کی ہے۔ یہ تقسیم بہت خطرناک ہے۔

اچھے بھلے متقی پرہیزگار سمجھدار بھی یہ باتیں کرتے ہیں۔ غور فرمائیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو تو فرض ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہو تو وہ فرض نہیں وہ سنت ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم نہیں۔ اللہ کا حکم نہیں تو اس لئے اس کا درجہ کم کیا ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے حکم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھیں تو یہ بات کیوں کریں۔ کہ اللہ کا حکم فرض اور نبی کریم ﷺ کا حکم سنت۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ذہنی طور پر یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے حکم کو اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں سمجھتے۔

۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کا انکار ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اللہ کے رسول اور پیغمبر ہونے کا مطلب کیا ہے؟ کہ ان کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کیا تو پھر ان کا حکم اللہ کا حکم تسلیم کرو۔ اور اگر ان

کا حکم اللہ کا حکم تسلیم نہیں کرنا۔ پھر تو رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا انکار ہو گیا دیکھو یہ جملہ کتنا خطرناک ہے۔ پھر بڑے معصومانہ انداز میں چھوٹے اور بڑے اچھے بھلے دانا آدمی بھی یہ باتیں کرتے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم ہے

دلائل:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾

"جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ فرمایا:

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ . مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ . وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحَىٰ﴾

دین کے امور میں رسول اللہ ﷺ وحی کے بغیر بولتے نہیں۔ اور جب وحی سے بولتے ہیں۔ تو حکم پھر کس کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہوا نا؟

﴿إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ﴾

ایک مقام میں فرمایا:

﴿إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ﴾

"میں صرف اور صرف وحی کی اتباع کرتا ہوں"

میں وحی کے علاوہ اور کسی چیز کا اتباع نہیں کرتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا حکم اور حدیث کیا بنے؟ وحی بنے اور آپ اتباع صرف وحی کا ہی کرتے ہیں۔ اور کسی چیز کا کرتے ہی نہیں۔ اور جہاں وحی نہیں۔ صرف آپ ﷺ کا قول یا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں لقمہ دے دیا ہے۔ اس واسطے یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم نہیں۔

یہ بات بے بنیاد ہے۔ یہ بات تو مکہ کے کافر کہتے تھے:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ﴾

"یہ اپنے پاس سے بنا لیتے ہیں"

﴿إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ﴾

اب جو یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم نہیں۔ تو پھر بات انہی والی ہی ہوئی نا؟ صرف لفظوں کا فرق ہے۔ انہوں نے کہا۔ اپنے پاس سے بناتا ہے۔ اور انہوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا حکم نہیں۔ اپنے پاس سے بناتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک کیا فرق رہا؟

فقہ کا قانون اور اصول بناتے بناتے دین ہی سے باہر نکل گئے۔ کیا فائدہ رہا ایسے اصولوں کا۔ لہذا سوچو اور غور کرو۔

کسی شاعر نے کہا:

يُحَلِّلُوْنَ بِزَعْمٍ مِنْهُمْ عُقَدًا : وَبِالَّذِيْ وَضَعُوْهُ زَادَتِ الْعُقَدُ

"اپنے زعم کے مطابق فنی اور اصولی قاعدے بنا رہے ہیں اور گتھیاں سلجھا رہے ہیں جبکہ ان قاعدوں سے گتھیاں اور پیچ بڑھ گئے ہیں۔ پیچیدگی بڑھ گئی ہے"

اس سے زیادہ اور پیچیدگی کیا بڑھے گی کہ قاعدہ اور اصول بناتے بناتے دین ہی سے باہر نکل گئے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کے حکم ہی کو اللہ تعالی کا حکم نہ سمجھنا شروع کر دیا۔ غور کرو۔ حکم اللہ تعالی کا ہو یا رسول کریم ﷺ کا حکم ہو۔ وہ اللہ تعالی کا ہی حکم ہے۔ کیونکہ آپ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں۔ دین نام ہی اس چیز کا ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے ہو۔ "الوضع الالٰھی" "دین اللہ تعالی کی نازل کردہ چیزوں کا نام ہے۔ دوسری چیزوں کا نام دین ہے ہی نہیں۔ اس لئے یہ بات بے بنیاد ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ کا

حکم نہیں۔ اور وہ فرض نہیں۔ اللہ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم فرض ہے خواہ وہ قرآن مجید میں آجائے یا نبی کریم ﷺ کی سنت میں آجائے۔ اگر اس میں گنجائش نہیں تو وہ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

داڑھی کے بڑھانے کے حکم میں کوئی گنجائش والی دلیل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس کا رکھنا فرض واجب ہے۔ اس کا منڈوانا معصیت نافرمانی ہے جرم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں معنوی تحریف:

پھر ایک اور بات بنائی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ''اعفوا'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اعفوا عفا یعفو سے مشتق ہے۔ عفا یعفو کا معنی ہوتا ہے مٹنا۔ کسی نے شعر کہا:

عَفَتِ الدِّيَارُ مَحِلُّهَا فَمَقَامُهَا

''گھر مٹ گئے ہیں۔ ان کا نام و نشان نہیں رہا''

یہاں عفت کا لفظ بولا ہے۔ تو اعفوا کا مطلب ہے داڑھیاں مٹاؤ استغفر اللہ نعوذ باللہ دیکھو ان علماء دین کو۔ کہ ہوس نے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔

اگر یہی مطلب تھا کہ داڑھی مٹاؤ۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ فرما دیتے:

قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاللُّحیٰ

درمیان میں اعفوا لانے کی ضرورت کیا تھی۔ جبکہ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا لہذا اعفوا کا ترجمہ مٹانا کرنا غلط ہے۔ یہ دین کی تشریح نہیں۔ یہ حدیث کی تحریف ہے۔ اس کو تحریف کہتے ہیں۔

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾

پھر فرمایا:

﴿يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾

اہل اسلام نے بھی اہل کتاب والا کام شروع کر دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک آپ نبی کریم ﷺ کے الفاظ پہلے سماعت فرما چکے ہیں۔ آپ نے اکیلا اعفوا ہی نہیں فرمایا۔ یہ وحی ہے من جانب اللہ ہے قیامت تک لوگوں کے جو سوالات تھے جو ان کے ذہن میں باتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔ ان کا لحاظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کو نازل فرمایا ہے۔ اور ہر ایک معترض اور ناقد کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا ہے۔ دیکھو اس بات کا ناطقہ کیسے بند کیا؟ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

وَفِّرُوا اللِّحیٰ

اب اعفوا کا معنی تو کر لیا مٹاؤ۔ تو وفروا کا کیا کرو گے؟ اس کا معنی مٹاؤ کیسے کرو گے۔ یہاں ان کا علم جواب دے جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَوْفُوا اللِّحیٰ

اب أوفوا کا معنی کیا کرے گا۔ پھر فرمایا أَرْجُوا پھر فرمایا أَرْخُوا۔ ان الفاظ کے متعلق کیا کہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔

ایک آدمی متنبی ہوا ہے۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس وقت کی حکومتیں اچھی تھیں۔ آج کل کی حکومتیں نہیں تھیں۔ کہ بے دین اور بے ایمانوں کی پشت پناہی اور دین والے اور ایمان والوں کو خود بھی اگلے جہاں پہنچانا اور ایسا کرنے والوں کا خوب ساتھ بھی دینا۔ کہ ان کو تہہ وتیغ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ حکومتیں مسلمان تھیں۔ اسلام کا دوران میں تھا۔ ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ حکومت نے اس کو بلا لیا۔ اس سے پوچھا کہ تیرے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے۔ (جبکہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا ہے میں خاتم النبیین ہوں لا نبی بعدی)وہ بدبخت کہنے لگا یہ تو نبی کریم ﷺ میرے نبی ہونے کی پیشین گوئی فرما گئے ہیں۔

جس حدیث کو ہم دلیل بناتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس نے کہا یہ نبی کریم ﷺ میری نبوت کی پیشن گوئی فرما گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگا:

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اس کا مطلب ہے۔ ایک آدمی، دگا "لا" وہ میرے بعد نبی ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذلک دیکھو کیسا معنی اس نے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نفی کر کے گئے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے وہ "لا" میں ہی ہوں۔

وَاَنَا اُسَمّٰی فِی السَّمَآءِ لَا

"آسمانوں میں میرا نام "لا" ہے"

یہ تو دور کی بات ہے۔ زمانہ قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی بے ایمان کہتا رہا ہے۔ خاتم النبیین کا مطلب ہے۔ مہر لگا کر نبی بنانے والا۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ تفسیریں اور تشریحیں کرتے ہیں۔

اسی طرح لا الہ الا اللہ جو کلمہ توحید ہے اس سے ہی ہر ایک کی الوہیت نکال رہے ہیں۔ صوفی لوگوں نے لا الہ الا اللہ کا ترجمہ کیا ہے کہ "تمام الہ جن کو اللہ کے علاوہ پوجا جاتا ہے یہ تمام ہی اللہ ہیں" نعوذ باللہ من ذالک

اگر یہی معنی ہوتا تو ابوجہل اور ابولہب وغیرہ نبی ﷺ سے کیوں لڑتے۔ ان کی لڑائیوں کا کیا مقصد۔ ایسی ایسی تفسیریں جن کی کوئی بنیاد ہی نہیں نہ نقلاً نہ عقلاً۔ یہ دل کی بیماری ہے جو ان سے یہ کام کرواتی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق کسی نے کہا:

زمن بر صوفی وملا سلامے   کہ گفتند پیغام خدا مارا

و لے تاویل شاں در حیرت انداخت   خدا و جبریل و مصطفیٰ را

''صوفیوں اور ملاؤں کو میری طرف سے سلام کہ ہمیں خدا کے پیغام سناتے ہیں لیکن ان کی تاویل نے حیران کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو اور جبریل کو''

اللہ تعالیٰ نے شریعت کتاب وسنت نازل فرمائی۔ جبریل لے کر آئے۔ اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ تینوں اپنی جگہ سوچتے ہیں کہ مطلب اس آیت کا یہ نکلتا تو نہیں جو ان بزرگوں نے نکال لیا ہے۔

ہمارے شیخ اور استاد مولانا اسماعیل صاحب سلفی شیخ التفسیر والحدیث ایک مقام میں لکھتے ہیں۔ اگر کسی نے رحمت کا ترجمہ لعنت کرنا ہو تو پھر کچھ مخصوص طبقوں کے مخصوص مدرسے ہیں۔ ان میں داخلے کی ضرورت ہے۔ ان میں داخلہ لے لے۔ پھر یہ کام کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

اب رحمت کا معنی لعنت اور لعنت کا معنی رحمت کرنا کوئی بات ہے؟ بالکل یہی کیفیت ان کی ہے۔ نبی کریم ﷺ تو فرما رہے ہیں: أعفوا اللحی ''داڑھیوں کو بڑھاؤ'' اور یہ کہہ رہے ہیں کہ داڑھیوں کو مٹاؤ۔ نعوذ باللہ من ذلک

داڑھیوں کو کیوں مٹاؤ اس جیسی ہستیوں کو مٹاؤ۔ جو کتاب وسنت کے ساتھ یہ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ مٹانا تو ان کو چاہیے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ ایک بات یہ بھی بتائی گئی ہے۔

اسلام میں داڑھی ہے:

ایک اور بات بتائی جاتی ہے جس سے وہ گنجائش نکالتے ہیں۔ کہ اسلام میں داڑھی ہے داڑھی میں اسلام نہیں۔ یہ بات کر کے داڑھی کتروانا اور منڈوانا شروع کر دیتے ہیں۔ داڑھی میں اسلام ہے وہ تو سکھوں نے بھی رکھی ہوئی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

غور کرو اور سوچو کہ یہ باتیں کس قسم کی بنا رہے ہیں۔ اگر اس طرح ہی فرائض کو رد کیا جائے پھر تو نماز کے متعلق بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں نماز ہے نماز میں اسلام نہیں۔ پھر تو نماز بھی گئی۔ اس کو بھی کاٹنا شروع کر دو۔ اس طرح اکیلی زکوۃ کو لے لو۔ کہ اسلام میں زکوۃ ہے زکوۃ میں اسلام نہیں۔

دیکھو کافر کتنی خیرات وصدقات لوگوں کو دے رہے ہیں۔ کوئی ہسپتال بنا گیا ہے کوئی کالج کوئی سکول وہ بھی خرچ کر رہے ہیں۔ اس طرح تو زکوۃ بھی گئی۔ وہ بھی کاٹی گئی۔ اسی طرح روزے کے متعلق بھی بات بنالو۔ اسلام میں روزہ ہے روزے میں اسلام نہیں۔ پھر تو روزہ بھی گیا، وہ بھی کاٹا گیا۔

اگر یہ بات بنا کر داڑھیاں کٹواتے جانا ہے پھر تو اسلام کے جس مرضی حکم پر یہ بات لگالو۔ حج پر بھی لگالو کہ اسلام میں حج ہے حج میں اسلام نہیں۔ اسی طرح الا الہ الا اللہ کلمہ میں بھی یہی بات لگالو۔ اسلام میں کلمہ ہے کلمہ میں اسلام نہیں۔ اس طرح جو مرضی بات لے لو۔ اور بنالو۔ پھر تو سارا اسلام ہی خراب ہو گیا ہے۔

اب اس بات کو ہی لے لو بات پھر بھی نہیں بنتی۔ کہ اسلام میں داڑھی ہے اس کا مطلب تو پھر یہ نکلا کہ جہاں جہاں اسلام ہے وہاں وہاں داڑھی ہے ... اسلام میں داڑھی کا کیا مطلب؟ اگر وہاں داڑھی نہ ہوئی۔ تو پھر اسلام میں داڑھی کا مطلب کیا؟ اب کیا داڑھی منڈھے شخص میں اسلام ہے؟ وہ تو یہی کہے گا جی مجھ میں اسلام ہے۔ یہ تو نہیں کہنے لگا کہ میں اسلام سے باہر ہوں۔ یہی کہے گا مجھ میں اسلام ہے۔ تو کیا اس میں داڑھی ہے؟ اسلام میں تو داڑھی تھی۔ یہاں تو کوئی نہیں۔ اب پھر؟ اپنی ہی بات کو سامنے رکھ لے۔ اسلام میں داڑھی ہے اب جہاں جہاں اسلام ہے وہاں داڑھی ہونا چاہیے نا؟

اب داڑھی کدھر گئی۔ اگر اسلام تمہارے اندر موجود ہے تو پھر داڑھی کیوں نہیں؟

لگتا ہے کہ دال میں کوئی کالا کالا ہے۔ یہ بات جو انہوں نے بنائی ہے۔ کوئی نیک نیتی سے نہیں کی۔ جب داڑھی کتری گئی یا مونڈھی گئی۔ تو اسلام کترا گیا یا مونڈھا گیا۔ اسلام میں داڑھی تھی نا۔ وہ تو یہاں مل ہی نہیں رہی۔ یہ ایک بہانہ بنایا گیا ہے۔ لوگوں کو داڑھیاں کترانے اور منڈوانے کا۔ اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اس طرح تو سارا اسلام ہی ختم ہو جائے گا۔ اس طرح کے تمام حیلے و بہانے جو بنائے گئے ہیں۔ ان کی کچھ بھی وقعت نہیں۔

داڑھی نہ رکھنے کی قباحتیں

پہلی قباحت اللہ اور رسول کی نافرمانی:

ایک قباحت تو آپ سن ہی چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالی کی نافرمانی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی، فرض اور واجب کا ترک، گناہ، جرم، حرام کا ارتکاب ہے۔

دوسری قباحت مشرکوں سے مشابہت اور موافقت:

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں:

خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ

ایک روایت میں فرمایا:

وَالْمُجُوْسَ

"مشرکین اور مجوس کی مخالفت کرو"

جو داڑھی منڈواتا ہے وہ مشرکوں کی مخالفت تو نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی موافقت کرتا ہے۔ جبکہ ایمان کا اور صراط مستقیم کا تقاضا یہ ہے کہ کفار اور مشرکین کی مخالفت کی جائے یہ ایک مستقل موضوع ہے جو کہ بہت طویل ہے۔ اس کے متعلق ایک کتاب کی نشاندہی کر دیتا ہوں۔ حافظ بن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھی ہے "اِقْتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ مُخَالَفَةَ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ"

صراط مستقیم پر چلنے کا تقاضا ہے کہ دوزخی اور جہنمیوں کی مخالفت کی جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں۔ مشرکوں کی مخالفت کرو۔ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ اور جو داڑھیاں منڈواتے ہیں یہ مجوسیوں کی موافقت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہیں۔

شیخ بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ایک عقیدے کا شرک اور کفر ہے۔ اور ایک قول کا شرک اور کفر ہے۔ اور ایک عمل کا شرک اور کفر ہے۔ اور ایک

صورت وشکل کا شرک اور کفر ہے۔ پہلے تین شرک وکفر آپ سمجھتے ہی ہیں۔ (عقیدے کا شرک وکفر، قول کا شرک وکفر، عمل کا شرک وکفر) صورت وشکل کا شرک وکفر داڑھی منڈوانا اور کترواتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

''جو کسی قوم سے مشابہت کرتا ہے فرمایا وہ ان میں سے ہی ہے''

ماسوائے ان کی اس مشابہت اور موافقت کے جس کے دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ وہاں مخالفت نہیں۔

تیسری قباحت عورتوں سے مشابہت:

آپ دیکھ لیں جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں وہ بال لمبے رکھ کر عورتوں کی طرح بالوں کو گند لیتے ہیں۔ اور داڑھی پر الٹا سیدھا استرا پھیر کر جڑ سے کاٹ ڈالتے ہیں تاکہ محسوس ہو کہ یہ عورت ہے۔ اور پھر باتیں بھی عورتوں کی طرح کرتے ہیں۔ کہ میں فلاں جگہ پر گئی تھی۔ فلاں کو یہ کہوں گی۔ اور نقل بھی پھر عورتوں کی اتاریں گے۔

نبی کریم ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت کی ہے۔ جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.

''جو مرد عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں (لباس میں یا بول چال میں) ان پر لعنت۔ اور جو عورت مرد کے ساتھ مشابہت کرتی ہے (مردوں کی طرح بال کتوا کر یا شکل وصورت میں) ان پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے''

غور فرمائیں۔ کہ یہ داڑھی منڈوانا کتنا سنگین جرم ہے۔ اور کئی تو روز

منڈواتے ہیں۔ خاص طور پر دفتروں میں جانے والے باؤ، ملازم الا ماشآءاللہ جو دین دار ہیں اللہ نے ان کو توفیق دی ہے وہ نہیں منڈواتے۔ دوسرے سب لوگ الٹا سیدھا استرا پھیر کر سیفٹی پھیر کر روزانہ دفتر میں جاتے ہیں۔ کیا یہ عورتوں سے مشابہت ہے یا نہیں؟ کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ کتنی بڑی قباحت ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو مرد بنایا اور یہ عورت بن رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دیکھو جن میں قدرتی طور پر معمولی سا نقص ہے وہ اپنی جگہ بڑی شرم اور حیا محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم مرد نہیں ہم میں کچھ کمی ہے۔ اور یہ مرد جو عورتیں بنتے ہیں ان کی شرم وحیا ختم ہوگئی ہوئی ہے۔ کچھ غور کرو اور سوچو۔ کیا یہ انسانیت ہے شرافت ہے؟

بیوقوف کون؟

پھر یہ داڑھی منڈوانے والے جن کی لمبی داڑھی دیکھتے ہیں ان کو بیوقوف اور کم عقل کہیں گے۔ جی جس کی جتنی لمبی داڑھی ہوگی اتنا ہی وہ بے وقوف اور کم عقل ہوگا۔

نعوذ باللہ من ذلک

ان لوگوں کے بہانے دیکھو۔ اور یہ انہوں نے سوچا نہیں کہ داڑھی منڈوا کر میں جن میں شامل ہو رہا ہوں ان کو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہی ناقص العقل اور ناقص الدین ہے۔ ان لوگوں کے حواس ہی قائم نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک آپ ﷺ کا حلیہ بیان کرنے والوں نے یہی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ اور بڑی خوبصورت تھی۔ جو سینے کو ڈھانپ لیتی تھی۔ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی داڑھی بھی بڑی گھنی تھی۔ کیا خیال ہے پھر کیا وہ بے وقوف اور کم عقل ہی تھے؟ نعوذ باللہ من ذلک

اس بے غیرت اور بے حیا نے سوچا ہی نہیں کہ میں جو بات کر رہا ہوں اس کی زد کہاں پڑتی ہے۔ اگر داڑھی والے بے وقوف ہیں تو پھر قرآن مجید میں آ رہا ہے۔ موسی علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی داڑھی تھی۔ ہارون نے موسی علیہما السلام کو کہا:

﴿یَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَأْسِیْ﴾

"اے میرے ماں جائے بھائی میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑ"

ان کی داڑھی تھی اور یہ اللہ کے پیغمبر تھے۔ اور ادھر ان لوگوں کا خیال دیکھو۔ جو اپنے خیال کو روشن خیال کہتے ہیں۔ کہ داڑھیوں والے بے وقوف ہیں۔ استغفر اللہ کوئی عقل کی بات کہو۔ کبھی کہیں گے جی لمبی داڑھیوں والوں کی عقل ٹخنوں میں ہوتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر غور کرو اگر داڑھی والے بے وقوف ہیں اور جو داڑھیاں منڈوا کر رگڑا کر شیو کراتے ہیں وہ عقلمند ہیں۔ تو پھر یہ چاہیے کہ جن کو داڑھی اگتی ہی نہیں۔ وہ تو پھر زیادہ عقل والیاں ہوئی نا؟

یہ تو خود داڑھی منڈوا کر مصنوعی خانہ ساز عقل والا بنا۔ ان کو تو اللہ نے داڑھی ہی نہیں اگائی۔ وہ تو پھر زیادہ عقل والیاں ہوئیں نا قدرتی طور پر؟ جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو وعظ کیا۔ اس میں فرمایا۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین میں ناقص کسی اور کو نہیں دیکھا۔ اچھے بھلے سمجھدار آدمی کی عقل کو ختم کر دیتی ہو۔ عورتوں نے پوچھا ہماری عقل اور ہمارے دین میں نقص کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دین میں نقص اور کمی یہ ہے کہ مخصوص دنوں میں تم نے نہ روزے رکھنا ہوتے ہیں اور نہ نماز پڑھنا ہوتی ہے۔ یہ دین میں کمی ہے۔ اور عقل میں کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے"

مرد سے آدھی گواہی ہوئی یہ عقل میں کمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تو فرما رہے ہیں جن کی داڑھی نہیں ان کی عقل کم ہے۔ آج کل کے روشن خیالوں نے الٹ کام کر دیا ہے۔ کہ جن کی داڑھی ہے ان میں عقل کم ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ یہ لوگ خود کم عقل بلکہ بے عقل ہیں۔

ایماندار ہی عقلمند ہیں:

کیونکہ اللہ نے عقل والے ایمان والوں کو کہا ہے۔ جو ایمان والے ہیں وہ عقل والے ہیں۔ اور جو ایمان والے نہیں وہ عقل والے ہی نہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

”کتاب وسنت پر چلنے والے اللہ کے بندے وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے اور یہی لوگ عقل والے ہیں“

پھر دوسرے عقل والے نہ ہوئے؟ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

”جو تم میں سے شریعت کے خلاف کام دیکھے وہ اس کو ہاتھ سے ختم کرے۔ اور اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو پھر زبان سے روکے اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو پھر دل ہی سے اس کو برا سمجھے۔ دل سے برا جاننا کمزور ایمان ہے“

اب آپ داڑھی منڈوانے والے اور کترانے والوں کا حساب لگالیں کہ جو منڈوا کر شیشہ دیکھتا ہے۔ پھر اس پر خوش ہوتا ہے۔ کہ میں خوبصورت ہو گیا ہوں۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ دل سے برا جانے تو یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ اور اگر دل سے خوش ہو جائے تو پھر کمزور ترین ایمان بھی جاتا رہا۔ اور دائرہ ایمان سے بالکل ہی خارج ہو گیا

جو داڑھی منڈوا کر کترا کر خوش ہوتا ہے نافرمانی پر خوش ہوتا ہے۔ جو معصیت اور گناہ پر خوش ہو گیا وہ تو ایمان سے باہر ہو گیا۔ اس حدیث میں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کمزور ترین ایمان ہے۔

صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ بَعَثَ فِي كُلِّ أُمَّةٍ نَبِيًّا مِنْ قَبْلِي

''اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں نبی مبعوث فرمائے''

فَكَانَ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابُوْنَ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ وَتَخَلَّفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ

''فرمایا ہر نبی کے کچھ حواری اور ساتھی تھے جو ان کے نقش قدم پر چلتے۔ ان کے حکموں کی تعمیل کرتے وہ گزر گئے ان کے بعد نالائق اور ناخلف قسم کے لوگ آگئے۔ (جو بڑے دعوے کرتے ہم نے یہ کیا ہم نے یہ کیا۔ اور انہوں نے کیا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کارنامہ کوئی بھی رونما ہو۔ دوسروں کے کارنامے اپنے ذمے لگا لیتے) اور جو حکم ان کو ہوتا ان کی تعمیل نہ کرتے۔ اس کی نافرمانی کرتے۔ انبیا کرام کی خلاف ورزی کرنے والے نافرمان لوگ آگئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو ان سے ہاتھ سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے۔ جو ان سے زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ جو ان سے دل

سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ جو دل سے بھی برا نہیں جانتا، ان کے اعمال پر خوش ہوتا ہے اور خود بھی برا کر رہا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس کے بعد پھر ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں رہ جاتا''

سارا ایمان ہی ختم۔ یہ بڑا جرم ہے۔ بہت بڑی قباحت ہے۔ ہم لوگ اس کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ معمولی نہیں ہے۔ بڑا سنگین جرم ہے۔

جب ایمان ہی ختم ہو گیا تو پھر عقلمند کیسے ہوا۔ جبکہ عقل مند اللہ تعالی ایمان والوں کو کہہ رہے ہیں۔

چوتھی قباحت تغییر لخلق اللہ:

داڑھی منڈوانا اللہ تعالی کی تخلیق اور فطرت کو بدلنا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ جو چہرے کی خوبصورتی کے لئے چہرے کے بال اکھاڑتی ہے۔ فرمایا:

اَلْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللّٰهِ لِلْحُسْنِ

''جو خوبصورتی کی بنا پر چہرے کے بال اکھاڑتی ہیں ان پر لعنت''

اور یہ شیطان کی پیروی ہے اللہ تعالی نے ابلیس کا قول قرآن مجید میں بیان کیا ہے:

﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾

اللہ تعالی فرماتے ہیں شیطان ابلیس نے یہ بات کہی۔

''کہ میں ان کو گمراہ کروں گا۔ ان کو آرزوئیں دلاؤں گا ان کو حکم دوں گا۔ یہ جانوروں کے کان کاٹیں گے۔ میں ان کو حکم دوں گے یہ اللہ تعالی کی تخلیق اور

فطرتی قدرتی ہیئت کو تبدیل کریں گے“

رسول اللہ ﷺ نے حسن کی وجہ سے چہرے کی ہیئت تبدیل کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔اور جو داڑھی منڈواتا ہے یہ بھی حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے اپنا حلیہ بگاڑتا ہے۔اپنی ہیئت بدلتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قدرتی ہیئت داڑھی میں بنائی ہے۔ایک حدیث ہے حسن درجہ کی۔آپ ﷺ نے فرمایا:

عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ

”دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں۔ایک ان میں سے آپ ﷺ نے اعفاء اللحیة بیان کی ہے۔داڑھی کو بڑھانا بھی فطرت ہے۔

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

فطرت کو تبدیل کرنا بہت بڑا سنگین جرم ہے۔شیطان کا اتباع ہے۔

سکھوں نے بابے نانک کی جتنی قدر کی،کئی مسلمانوں نے نبی ﷺ کی اتنی قدر بھی نہیں کی

دیکھو۔سکھ قوم اپنے نانک کے پیچھے لگ کر اپنے بال نہیں اتارتی۔حالانکہ بابا نانک ہے کافر۔کئی اس کو مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ہے وہ کافر ہی سکھ اس کے حکم کے پیچھے لگ کر بال نہیں کتراتے۔جبکہ ہمارے پیغمبر ﷺ تمام پیغمبروں کے بھی امام ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہم نے آپ ﷺ کی کیا قدر کی ہے۔سکھوں نے بابے نانک کی جتنی قدر کی ہے۔ان کئی مسلمانوں نے نبی ﷺ کی اتنی بھی قدر نہیں کی۔کیا ڈوب مرنے کا مقام

نہیں؟ اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیئت اور شکل کو تبدیل نہ کرو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے احسن کہا ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾

احسن تقویم کو اقبح التقویم بنا رہے ہیں۔

کیا اللہ کے رسول ﷺ خوبصورت نہیں تھے؟

پھر دیکھو اس کی زد کہاں پڑ رہی ہے۔ یہ دانا داڑھی منڈا کر خوبصورت بنا۔ اور جنہوں نے داڑھی رکھی ہے وہ پھر بدصورت بنے نا؟ ذہنی طور پر اس نے داڑھی رکھنے والوں کو بدصورت بنایا۔ یہ اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ اب داڑھی والوں میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ بھی ہیں۔ پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں۔ کیا یہ دینداروں والی ذہنیت ہے؟ اس نے تو تمام انبیاء عظام اور اولیاء کرام ،خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کو بدصورت بنا دیا ہے۔ استغفر اللہ

جمال الدین ساوی کا واقعہ اور اس کی اندھی تقلید:

پھر یہ بات بھی بناتے ہیں۔ کہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی داڑھی کوئی نہیں تھی۔ ان کے مریدوں کی بھی داڑھیاں کوئی نہیں تھی۔ ایک واقعہ بھی سنایا جاتا ہے۔ کتابوں میں بھی لکھا ہوتا ہے کہ جمال الدین ساوی کو ایک عورت نے ورغلانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن یہ اس کے دھوکے میں نہیں آتے تھے۔ ایک دن اس عورت نے ایک بوڑھی عورت کو ایک پرچی پر کچھ لکھ کر دیا۔ اور کہا۔

کہ جب جمال الدین ساوی نماز کے لئے مسجد میں جائیں۔ تو تو نے راستے میں ان سے پوچھنا ہے کہ کیا آپ کچھ پڑھے بھی ہیں۔ تو جب وہ کہیں کہ ہاں

میں پڑھا ہوا ہوں۔ تو تم نے یہ رقعہ ان کو دے کر کہنا کہ مجھے یہ رقعہ پڑھ دو۔ جب وہ پڑھنا شروع کریں تو تم کہنا۔ کہ یہ رقعہ میری بہو کو آیا ہے۔ میں اس کو سنا نہیں سکتی۔ ہمارا دروازہ قریب ہی ہے۔ آپ میری بہو کو دروازے کے اندر ہو کر یہ رقعہ سنا دیں۔ وہ کانوں سے سن لے گی۔

جمال الدین ساوی جو پہلے اس عورت کے قابو میں نہیں آتے تھے۔ انہوں نے سوچا کوئی بات نہیں خط ہی پڑھنا ہے۔ خط سنا کر میں نماز پڑھ لوں گا۔ جب وہ خط پڑھنے کے لئے اندر ہوئے۔ تو اس بڑھیا نے دروازہ بند کر دیا۔ اندر سے اس فریفتہ عورت نے اپنے خادموں کو حکم دے دیا کہ اس کو اندر لے آو۔ پھر اس عورت نے برائی کی دعوت دے دی۔

اب جمال الدین ساوی صاحب سوچنے لگے کہ میں کیا کروں۔ کہنے لگے اے بی بی میں تیری خواہش پوری کر دیتا ہوں۔ مجھے پہلے پیشاب کرنا ہے۔ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آتا ہوں۔ ساوی صاحب جب بیت الخلاء گئے۔ تو انہوں نے سوچا کہ میری داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ یہ اس پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ میں اس داڑھی کو مونڈھ دیتا ہوں۔ ساوی صاحب نے اپنے پاس صفائی کے سامان سے داڑھی کو صاف کر دیا۔

پیشاب وغیرہ تو ان کو آیا نہیں تھا۔ وہ تو ویسے ہی بہانہ بنا کر گئے تھے۔ جمال الدین ساوی صاحب جب داڑھی صاف کر کے آئے تو وہ عورت سخت غصے میں آ گئی۔ کہ تو نے تو یہ شکل ہی بدل دی ہے۔ یہاں سے نکل جا۔ میرے محل سے باہر نکل جا۔ دھکے مار کر باہر نکال دیا۔ ساوی صاحب نے شکر کیا کہ کوئی بات نہیں۔ میں نے داڑھی منڈوانے والا گناہ تو کیا ہی ہے لیکن دوسرے بڑے گناہ سے تو بچ گیا ہوں۔

اب ساوی صاحب کے تمام مرید داڑھیاں منڈواتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن وہ

یہ نہیں سمجھتے۔ کہ پیر صاحب غلطی کر بیٹھے ہیں ان کو سمجھ نہیں آئی۔ ہم کیوں اللہ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔

لیکن یہاں کیا کریں۔ جہاں یہ باتیں بنائی گئی ہیں۔ کہ امام صاحب شراب میں بھی مصلیٰ ڈبو لیں تو ان کو کچھ نہ کہو۔ آخر وہ بھی کسی خاص مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ سب کچھ جانتے ہی ہیں۔ ایسی باتیں یہاں پر بنا رہے ہیں۔ سمجھ ساوی صاحب کو نہیں آئی۔ اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے لئے اور بھی کوئی طریقہ ہو سکتا تھا۔ ساوی صاحب نافرمانی نہ کرتے۔ بیت الخلاء میں تو حلیہ بگاڑنے کی کئی صورتیں موجود تھیں۔

میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد کا واقعہ:

کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ میاں نذیر حسین دہلوی کا ایک شاگرد تھا۔ وہ بہت نیک اور صالح تھا۔ کسی گھر میں کھانا لینے کے لئے گیا۔ گھر والے گھر نہیں تھے۔ وہاں ایک لڑکی تھی۔ وہ لڑکی بھی موقعہ کی تلاش میں تھی۔ کہ درویش کبھی خلوت میں مجھے ملے تو میں اس کو قابو کروں۔ اس نے اس درویش سے کہا اندر آجاؤ۔ میں تجھے روٹی دیتی ہوں وہ غریب اندر چلا گیا اس کو کیا علم تھا۔ اس لڑکی نے اپنے ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے۔ وہ کہنے لگا مجھے پیشاب آیا ہے مجھے بیت الخلاء بتا دو۔ میں نے پیشاب کرنا ہے۔ اس نے بیت الخلاء میں جا کر داڑھی نہیں مونڈھی۔ اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس نے بیت الخلاء سے گند اپنے اوپر لگا لیا۔ جب وہ گند کو اپنے اوپر لیپ کر کے آیا تو اس لڑکی نے کہا۔ یہاں سے باہر نکل جا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ یا اللہ کوئی بات نہیں اس نجاست کو میں اتار کر دور کر دوں گا۔ اس گناہ سے تو بچ گیا ہوں۔

ساوی صاحب کے دماغ میں یہ بات نہیں آئی۔ اور ان ماننے والوں پر بھی

قربان جائیں۔ کہ وہ سادی ہ ساحب کے پیچھے چل کر محمد رسول اللہ ﷺ کی آج تک مخالفت کر رہے ہیں۔ کچھ غور کرو اور سمجھو۔

بہر حال میں ذکر یہ کر رہا تھا کہ داڑھی کو منڈوانا، کٹانا اللہ تعالی کی خلق اور فطرت کی تغییر ہے یہ گناہ ہے اس سے بچنا چاہیے۔

پانچویں قباحت یہ ہے کہ یہ مُثلہ ہے:

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور بھی دوسرے علما نے لکھا ہے کہ یہ مثلہ ہے۔ مثلے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کان ناک، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کاٹ دیئے جائیں۔ داڑھی بھی ناک کان کی طرح ہے۔ چہرے کی خوبصورتی کے لئے ہے۔ جس طرح ناک کان وغیرہ کو کاٹ دینا مثلہ ہے۔ اسی طرح داڑھی کٹوانا بھی مثلہ ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ راشد فرمایا کرتے تھے:

اِنَّ حَلْقَ اللِّحْيَةِ مُثْلَةٌ

اور نبی اکرم ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے آدمی کو اس سے بچنا چاہیے۔

صوفیوں کی تاویلوں سے بچو:

پھر داڑھی منڈوانے والے کئی کئی باتیں بناتے ہیں کہ علامہ صاحب نے جو داڑھی منڈوائی تھی۔ تو ان کی داڑھی ان کے اندر تھی۔ جس طرح صوفیوں نے باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ کہ نماز ہمارے اندر ہے۔ زکوۃ اندر ہے، دین اسلام ہمارے اندر ہے اور اوپر سے جو مرضی کرتے جاؤ۔ کیا ہے کوئی بات کرنے والی؟

کسی پیغمبر نے بھی ایسی باتیں کہیں ہیں۔ کوئی پیغمبر اندر عمل کرنے والا بھی گزرا ہے۔ تمام پیغمبر باہر عمل کرنے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی نمازیں بھی باہر تھیں۔

داڑھی بھی باہر تھی۔ صدقہ زکوۃ بھی باہر تھی۔ روزہ اور حج عمرہ بھی باہر تھے۔ نیکی کے تمام کام باہر ہی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرما بھی دیا ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں''

زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ نیکی میں جلدی کرو:

اللہ تعالیٰ سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ جنہوں نے سالم داڑھیاں رکھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو ہمارے دوست منڈواتے اور کتراتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں۔ اور اس قسم کے حیلے بہانے چھوڑ دیں۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ آدمی آج چل بسے کل چل بسے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکیاں کام آئیں گیں۔ اور نافرمانیوں نے اس کو ڈبونا ہی ڈبونا ہے۔ فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾

''مال، آل اولاد حیاۃ دنیا کی زینت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ہیں جن کا اجر اور ثواب ملنا ہے''

جس سے اس کی عاقبت بہتر بنتی ہے۔ اس واسطے توجہ فرماؤ۔ خاص طور پر جو نمازی ہیں اور جنہوں نے حج اور عمرے کئے ہوئے ہیں۔ اور زکوتیں بھی دیتے ہیں وہ غور کریں اور سوچیں۔ کہ یہ نیکیاں ان سے کس چیز کا تقاضا کرتی ہیں۔

اور یہ بات کرنا کہ آپ دعا کریں میں بس رکھ لوں گا۔ وہ سال ہا سال ہمیں دعا پر ہی لگائے رکھتے ہیں۔ بھائیو آپ ہمیں جس طرح بھی ٹرخائیں ہم

رُخ جائیں گے۔ اللہ تعالی کے ہاں جا کر کیا جواب دو گے۔ کچھ غور کرو اور سوچو لہذا اپنے چہرے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بنالو۔ اور چہرے کے تاج کو ضائع نہ کرو۔

ملنے کا پتہ

محمود مرزا جہلمی

ناظم

ابنِ عباسؓ اکیڈمی

پھپھرا ہاؤس، مغل سٹریٹ عباس پورہ ضلع کچہری